حق و باطل

دجالی میڈیا کے بارے میں شوریٰ علماء مجاہدین کا تاریخی فتویٰ

کتبہ:۔ محترم شیخ خالد حقانی حفظہ اللہ

نائب امیر
تحریک طالبان پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین ان صحافیوں، رپورٹروں اور میڈیا والوں کے بارے میں جو موجودہ جنگ میں مغرب اور سیکولرزم کا ساتھ دیتے ہیں، مجاہدین کو دہشت گرد اور امن دشمن جیسے ناموں سے یاد کرتے ہیں، صلیبی اتحاد میں شامل مرتد افواج کو شہید اور طالبان کو ہلاک کہتے ہیں ،اسلام اور پیغمبر ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا دفاع کرتے ہیں، ڈیموکریسی اور جمہوریت کی دفاع کو اپنی پالیسی کا حصہ سمجھتے ہیں، مسلمانوں میں فحاشی اور بے حیائی پھیلاتے ہیں، اسلامی احکامات کے بارے میں طرح طرح کے پروپیگنڈے کرتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو آزاد اور غیر جانبدار کہتے ہیں کیا ازروئے شریعت ان کے لئے یہ آزادی جائز ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المستفتی

احسان اللہ احسان

سابق مرکزی ترجمان تحریکِ طالبان پاکستان

۵ نومبر ۲۰۱۲

الجواب باسم ملہم الصواب

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ ومن والاہ۔

امابعد:

یہ جواب چند مقدمات پر مبنی ہے اس لئے جواب دینے سے پہلے ان مقدمات کو ذکر کرنا ضروری ہے:۔

لہذا پہلے چند مقدمات ذکر کیے جائیں گے اور پھر بالترتیب ان مقدمات کے بارے میں شرعی حکم قرآن وسنت اور اقوال فقہاء کی روشنی میں بیان کیے جائیں گے۔وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

پہلا مقدمہ: کسی بھی مسئلے پر فتویٰ دینے سے پہلے دو باتوں کا علم ضروری ہے۔

۱۔ علم الواقع یعنی زمینی حقائق کے بارے میں علم۔

۲۔ علم الشرع بمطابقۃ الواقع یعنی واقع کے مطابق شرعی حکم کا علم۔

اس کے بعد اس واقع پر شرعی حکم منطبق کیا جائے گا.

علامہ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولا يتمكن المفتى ولا الحاكم من الفتوىٰ والحكم الا بنوعين من الفهم.
أحدهما: فهم الواقع والفقه فيه واستنباط علم حقيقة ما وقع بالقرائن والأمارات والعلامات حتىٰ يحيط به علما.
والنوع الثانى :فهم الواجب فى ا لواقع وهو فهم حكم الله الذى حكم فى كتابه أو علىٰ لسان رسوله فى هذا الواقع ثم يطبق أحدهما على الآخر ، فمن بذل جهده واستفرغ وسعه فى ذالک لم يعدم أجرين أو أجرا"

ترجمہ: ”جب تک دو باتیں واضح نہ ہو جائیں کوئی مفتی یا قاضی حکم یا فتوی نہیں دے سکتا...

نمبر ۱: واقعہ اور اس سے متعلق زمینی حقائق کو سمجھنا، اس میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا اور قرائن و علامات کے ذریعے واقعہ کی ایسی حقیقت معلوم کرنا کہ اس سے اس واقعہ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو جائے۔

نمبر ۲: واقعہ کے بارے میں ثابت حکم کا فہم یعنی اللہ کے اس حکم کو سمجھنا جسے اللہ نے اپنی کتاب میں یا پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک پر ایسے واقعہ کے سلسلے میں بیان کیا ہو پھر شرعی حکم کی واقعہ پر تطبیق کرنا، پس جس نے پوری کوشش کی وہ دو نیکیوں یا ایک نیکی سے محروم نہیں ہو گا۔“

(اعلام الموقعین ۱/۹۵)۔

حاصل یہ ہوا کہ فتویٰ کے تین مراحل ہوتے ہیں۔ ۱۔ واقعہ معلوم کرنا۔ ۲۔ واقعہ کے بارے میں شرعی حکم معلوم کرنا۔ ۳۔ شرعی حکم کی واقعہ پر تطبیق کرنا؛ چنانچہ سب سے پہلے صحافیوں کے بارے میں زمینی حقائق کا بیان ہو گا، ۲۔ شرعی حکم کی تفصیلات ذکر ہوں گی، ۳۔ شرعی حکم کی واقع پر تطبیق کی جائے گی۔

دوسرا مقدمہ:۔ جن لوگوں پر حکم لگایا جاتا ہے اُن کے بارے میں شریعت کے اپنے اصطلاحات ہوتے ہیں، مثلاً کسی شخص پر شریعت قتل کا حکم لگاتی ہے تو اس کا شرعی نام یا قاتل ہوگا، یا کافر، یا باغی وغیرہ اس لئے صحافیوں کے کردار کی وجہ سے ان کے جو شرعی نام ہیں وہ ہم ذکر کریں گے۔

تیسرا مقدمہ:۔ اسلام صرف میدان میں تلوار سے لڑی جانے والی جنگ کو جنگ قرار نہیں دیتا بلکہ کفار کے لئے جاسوسی کرنا، مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا اور مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو جنگ پر ابھارنے کو بھی باقاعدہ جنگ کا حصہ قرار دیتا ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے کیا گیا معاہدہ کعب بن اشرف کے حق میں کالعدم قرار دیا جب وہ اسلام، مسلمانوں اور پیغمبر ﷺ کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے لگا اور اس عمل سے باز نہ آیا، اس قسم کے افعال کو فقہاء امت نے معنوی جنگ قرار دیا ہے جو کہ میدانی جنگ سے خطرناک ہے۔

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وكذا لوحرّض على القتال أو دلّ علىٰ عورات المسلمين أو كانوا ينتفعون برأيه أو كان مطاعا وان كانت امرأة أو صغيرا لوجود القتال من حيث المعنى. (بدائع الصنائع ۱۰۱/۷)

ترجمہ:"اور اسی طرح قتل کیا جائے گا اگر وہ ان کو جنگ پر ابھارے یا مسلمانوں کے پوشیدہ راز بتائے یا دشمن اس کی رائے سے فائدہ اٹھائے (یعنی وہ جنگ میں مشورے دے) یا اس کی اطاعت کی جائے اگرچہ وہ عورت ہو یا بچہ ہو، وہ قتل کیا جائے گا اس لئے کہ یہاں معنوی قتال موجود ہے۔"(بدائع الصنائع 101/7)

چوتھا مقدمہ: جرم کرنے والے اگر کسی اسلامی ملک میں رہتے ہیں اور تعداد میں اتنے ہوں کہ اسلامی حکومت کو ان پر دسترس حاصل ہو کہ ان کو گرفتار کرکے شرعی سزا دے سکے تو ایسے لوگوں کو فقہاء "مقدور علیہ" کہتے ہیں اور اگر اسلامی حکومت کو ان پر قدرت حاصل نہ ہو یا اسلامی حکومت قائم نہ ہو اور اُن کی تعداد زیادہ ہو اور وہ مجرمین اپنا دفاع کرتے ہوں تو ایسے گروہ کو شرعی اصطلاح میں " طائفہ ممتنعہ" کہا جاتا ہے، ان کے خلاف جنگ کا حکم ہے، جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اگر کسی قوم نے اذان یا اقامت چھوڑ دی تو ہم اُن کے خلاف لڑیں گے۔

"لو أن أهل بلدة اجتمعوا علىٰ ترك الاذان لقاتلتهم عليه ولو تركه واحد ضربته وحبسته".(بدائع الصنائع ۱/۱۴۶)

ترجمہ: ''اگر کسی بستی والے اذان چھوڑنے پر اتفاق کریں تو میں ان کے خلاف لڑوں گا اور اگر ایک آدمی چھوڑدے تو میں اس کو ماروں گا اور اس کو جیل میں بند کروں گا۔''

یہاں پر اس عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کسی گناہ کا کرنے والا اگر ایک فرد یا چند افراد ہیں جن پر قدرت حاصل ہے تو ان کو تو سزا دی جائے گی لیکن اگر گناہ کرنے والا پورا ایک جماعت اور گروہ ہے اور ان پر اسلامی حکومت کو قدرت حاصل نہیں ہے تو ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کی جائے گی۔

اب پہلے مقدمے کی رُو سے ہم ان صحافیوں کے کچھ حالات بیان کرتے ہیں تاکہ واقعہ معلوم ہو جائے۔

تو اکثر صحافیوں اور میڈیا والوں کا حال یہ ہے:۔

(۱) اسلام، علماء و مدارس اسلامیہ اور مجاہدین اسلام کیخلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

(۲) اسلامی حدود و قوانین کی من پسند غلط تشریحات کرتے ہیں۔

(۳) فحاشی اور بے حیائی کو (معاشرے کو مادر پدر آزاد بنانے کی حد تک) فروغ دیتے ہیں۔

(۴) کفری جمہوری نظام کی تبلیغ اور دعوت دیتے ہیں۔

(۵) کفار کے اتحادی حکمرانوں اور فوج کو مسلمانوں کے قائد اور لیڈر بنا کر پیش کرتے ہیں۔

(۶) عالم کفر اور اسلام دشمن منافقین کے ساتھ ہر قسم کے غیر شرعی تعلقات کی ترغیب دیتے ہیں۔

(۷) کفار کے تہواروں اور مذہبی شعارات کا احترام اور مسلمانوں میں ان کی تشہیر کرتے ہیں۔

(۸) مسلم معاشرے کو نت نئے نہایت بے ہودہ اور مخرب اخلاق اشتہاروں اور فضول ولایعنی پروگراموں کے ذریعے دین و دنیا سے مکمل غافل اور آزاد کر دیتے ہیں۔

(۹) کفری جمہوری نظام کے خاتمے اور احیائے خلافت کیلئے جاری مقدس جنگ میں سیکولر نظام کے محافظین کی مکمل پشتی بانی کرتے اور عامۃ المسلمین کے ذہنوں میں اس عظیم جدوجہد کی نہایت غلط تصویر پیش کرتے ہیں۔

(۱۰) بلا تحقیق بے سروپا ایسی خبریں نشر کرتے ہیں جس سے مسلمانوں کے حوصلے ٹوٹ جائیں۔

مثلاً: یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف میڈیا پر پروپیگنڈے کرتے ہیں جیسے ان کو دہشت گرد، انتہاپسند، شدت پسند، امن کے دشمن اور دوسرے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ لال مسجد واقعہ رونما ہونے سے پہلے انہی لوگوں نے میڈیا پر شور مچایا تھا کہ ادھر غیر ملکی دہشت گرد ہیں، ان کے پاس اسلحہ ہے، بچوں اور لڑکیوں کو انہوں نے یرغمال بنایا ہے۔ قبائلی علاقوں میں موجود مجاہدین کو غیر ملکی دہشت گردوں کے نام سے پکارتے ہیں، سوات میں طالبان کے خلاف انہوں نے جعلی ویڈیو نشر کی جس میں ان کا جرم شرعی سزا حد یا تعزیر دینا قرار دیا گیا تھا اور اس واقعے کی میں میڈیا میں شدید مذمت کی گئی لیکن جب اُس کی اصلیت واضح ہوئی تو اُسے اُتنی اہمیت نہیں دی گئی کیونکہ اِس سے طالبان کی صفائی سامنے آتی جس کی میڈیا والوں کو اجازت نہیں ہے۔ گورنر سلمان تاثیر نے جب پیغمبر ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور ممتاز قادری نے اس کو مارا تو میڈیا والوں نے اس گستاخ کو شہید اور ممتاز قادری کو ایک ظالم اور قاتل کی شکل میں پیش کیا، انہی لوگوں نے شور و غوغا کیا کہ طالبان نے سوات میں امن خراب کیا ہے اور شرعی احکام کے نفاذ، عورتوں کے لئے پردے کو لازمی قرار دینے کو انہوں نے بدامنی قرار دیا، اور جب حکومت نے صحافیوں اور میڈیا والوں کے پروپیگنڈے کے ذریعے آپریشن کے لئے راہ ہموار کی اور ظالمانہ آپریشن کیا تو انہی میڈیا والوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ سوات میں امن بحال ہو چکا ہے جبکہ امن بحال کرنے کی علامت اُن میلوں کا انعقاد تھا جس میں مرد اور عورتوں کا مخلوط رقص اور ناچ گانا اور انگریز ممالک سے آنے والے کافر سیاحوں کے لئے یہاں فحاشی وعریانی کا موقع فراہم کیا گیا، سنیما شوز لگائے گئے، خود میں نے ریڈیو پر سنا کہ ایک آدمی مینگورہ بازار میں فلمی کیسٹیں بیچتا تھا، میڈیا والے اس سے انٹرویو لے رہے تھے، وہ کہہ رہا تھا کہ امن بحال ہوا، وہ سوات جس میں سنیما اور ویڈیو سنٹر اڑائے جاتے تھے اب اسی سوات کے مین بازار میں ایک شخص ہتھ ریڑی میں فلمی کیسٹیں بیچتا ہے، یہ ہے امن...

اس کے علاوہ یہ "غیر جانبدار" صحافی اور میڈیا والے یہودیوں کو یہودی، امریکیوں کو امریکی اور دوسرے ممالک کے افواج کو ان کے ناموں مثلا SSG، میرینز، ملیشیا اور دوسرے ناموں سے پکارتے ہیں جبکہ مجاہدین کو دہشت گرد اور شرپسند وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں، ان کی ٹی وی چینلوں پر عورتیں بے پردہ سکرین پر نظر آتی ہے جس سے معاشرے میں فحاشی کو فروغ ملتا ہے، یہ اُن ڈراموں اور فلموں کے علاوہ ہے جو ان چینلوں سے نشر ہوتی ہیں، رمشا مسیح نامی لڑکی جو ١٦ سال یا ٢٥ کی تھی جس نے قرآن کے اوراق جلائے تھے، انہی میڈیا والوں نے اس کو بچی قرار دینے کا ڈرامہ رچایا، پھر انہوں نے اُن مولوی صاحب (خالد جدون) کے خلاف شور مچایا جنہوں نے مسیحی لڑکی کے خلاف گواہی دی تھی کہ اُنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اور اُن کے خلاف دو گواہان کے بیانات کو زور و شور سے میڈیا پر پیش کیا گیا لیکن جب ان دو گواہان نے دوبارہ ہائی کورٹ میں گواہی دی کہ پولیس نے ان کو مولوی صاحب کے خلاف بیان دینے کے لئے مجبور کیا تھا تو انہوں نے اِن گواہوں کے تردیدی بیانات کو وہ کوریج و اہمیت نہیں دی جو مولوی صاحب کے خلاف بیان کو دی تھی۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آج کل میڈیا موجودہ رائج اس کفری جمہوری نظام کی تبلیغ کے لئے ایک مضبوط ادارہ ہے جو شریعت اسلامی کی بالادستی کو قبول نہیں کرتا، قرآن سنت کو قانون سازی کا منبع قرار دینے کے بجائے انسانی ذہنوں کے تراشیدہ خیالات کو قانون اور آئین کا درجہ دیتا ہے۔ چاہے وہ واضح

کفری کیوں نہ ہو اور پارلیمنٹ میں بیٹھے معاشرے کے نااہل ترین لوگوں کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ چاہیں تو شریعت کو ملک کے نظام کے طور پر قبول کر لیں اور چاہیں تو مسترد کر دیں، جیسا کہ تین سے زائد بار انہوں نے شریعت بل کو مسترد اور نامنظور کیا۔ العیاذ باللہ

جمہوری روایات کے مطابق اور مغرب کے راستے پر چلنے والا یہ میڈیا عورت کو گھر سے نکلنے، اس کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

کسی بھی کارروائی کے بعد میڈیا باقاعدہ حکومت کو مشورے دیتا ہے کہ ان کو سیکورٹی سخت کرنی چاہیئے، ان کو اپنے اندر جاسوسوں کے بارے میں معلومات کرنی چاہیئے، مہران بیس سمیت اکثر حملوں کے بعد ٹی وی پر شدومد سے کہا جاتا ہے کہ اگر حکومت اس سے پہلے جی۔ایچ۔کیو میں ملوث مجرمان کو سزا دیتی تو آج یہ کارروائی رونما نہ ہوتی اور پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کہیں فوج کے اندر تو کالی بھیڑیں موجود نہیں ہیں؟ وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ بہت سے ایسی باتیں ہیں جس کو میڈیا سننے اور دیکھنے والے دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں، ہم نے اختصار کی وجہ سے بہت سے ایسی باتوں کو ذکر نہیں کیا۔

نیز میڈیا والوں نے مجاہدین کے خلاف فلمیں اور ڈرامے بنائے ہیں جو انتہائی جھوٹ پر مبنی ہیں اور اس میں طالبان کو بدنام کرنے کی مکمل کوشش کی گئی ہے، یہ لوگ اِن فلموں کو اپنے چینلوں پر چلاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے طالبان کی غلط تصویر پیش کرتے ہیں۔

ان کے اس کردار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں باقاعدہ ان کا حصہ ہے اور ان کے شرعی نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **مرجف:**۔ شریعت کی اصطلاح میں اسلام اور کفر کے درمیان جنگ کے دوران مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والے کو مرجف کہا جاتا ہے۔

۲۔ **مقاتل:**۔ یعنی کفار اور ان کے معاونین کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے صحافی عوام الناس میں طالبان کو برے ناموں سے یاد کرتے ہیں، ان کے لئے وہ اصطلاحات استعمال کرتے ہیں جو طالبان کے خلاف جنگ کے لیے ماحول بنانے اور ذہن سازی میں مددگار ہوتے ہیں، جیسے امن دشمن، انتہا پسند وغیرہ۔

۳۔ **ساعی بالفساد:**۔ زمین میں فساد پھیلانے والے، اللہ کے احکامات سے اعراض سراسر فساد ہے جبکہ اللہ کا دین سراسر امن ہے جبکہ میڈیا اللہ کے احکامات اور شریعت اسلامی سے بغاوت کی تبلیغ کرتا ہے، مثلاً: پردہ اللہ کا حکم ہے، عورت کا گھر کے اندر زندگی گزارنا اللہ کا حکم ہے اور یہ لوگ عورتوں کے باہر آنے اور چادر اتارنے کی زبانی اور عملی تبلیغ کرتے ہیں؛ عورتوں کی بے پردگی اور اُن کا بلاضرورت گھر سے باہر آنا فساد ہے، معاشرے کا بگاڑ ہے، جس کے لئے میڈیا کوشش کرتا ہے چنانچہ یہ لوگ ''ساعی بالفساد'' یعنی فساد میں پھیلانے کی کوشش کرنے والے ہیں۔

☆مرجف:۔

اب ہم آتے ہیں پہلے نام (یعنی مرجف) کی طرف کہ ارجاف کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے؟

اور مرجفین کون تھے؟

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ پھیلانے والوں کو مرجف کہا جاتا ہے۔ صفوۃ التفاسیر میں ہے:

"وهو الذى يشيع الكذب والباطل لاخافة الناس به"

ترجمہ:"اور مرجف وہ ہے جو لوگوں میں جھوٹ اور باطل خبریں پھیلاتا ہے لوگوں کو ڈرانے کے لئے۔"(صفوۃ التفاسیر ۳/۴۷)

یعنی مسلمانوں اور مجاہدین کو ڈرانے کے لئے کفار کے اسلحہ اور قوت وطاقت کی اتنی تعریف کرتے ہیں کہ لوگ اس سے ڈر جاتے ہیں، جیسے ـــــــ مٹھی بھر دہشت گرد فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے وغیرہ۔

علامہ ابوحیان بحر محیط میں مرجف کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں:

"يرجف بالرسول □ يقول : غلب ،سيخرج من المدينة ، سيؤخذ، هزمت سراياه ."

ترجمہ: مرجف رسول ﷺ کے خلاف پروپیگنڈے کرتا تھا اور کہتا تھا وہ ﷺ مغلوب ہو گئے، جلد مدینہ سے نکالے جائیں گے، گرفتار کیے جائیں گے، اُن کے لشکر نے شکست کھائی وغیرہ۔(البحر المحیط ۷/۲۴۱)

اسی طرح مشہور مفسر امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں مرجف کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"والمرجفون يعنى الذين يقولون جاء الاعداء وجاءت الحروب -----"

ترجمہ:۔ مرجفین یعنی وہ لوگ جو کہتے ہیں دشمن آ گئے اور جنگیں آ پہنچیں۔۔۔۔۔وغیرہ۔(تفسیر ابن کثیر ۳/۶۲۵)

امام ابوالبرکات نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" والمرجفون فی المدینة ھم أناس کانوا یرجفون باخبار السوء عن سرایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون ھزموا وقتلوا وجریٰ علیھم کیت وکیت یکسرون بذالک قلوب المؤمنین."

ترجمہ:۔"اور مرجفین مدینہ طیبہ میں وہ لوگ تھے جو رسول اکرم ﷺ کی جنگوں کے بارے میں جھوٹے پروپیگنڈے کرتے تھے، پس وہ کہتے تھے کہ ان کو شکست ہوگئی ہے، وہ مارے گئے ہیں اور ان پر ایسا ایسا گزرا ہے، ان باتوں کے ذریعے وہ مسلمانوں کے حوصلے توڑتے تھے۔"(مدارک ۳/۳۱۵)

جبکہ التحریر والتنویر میں ہے:

" الارجاف : اشاعة الاخبار وفیه معنیٰ کون الاخبار کاذبة او مسیئة لاصحابھا یعیدونھا فی المجالس لیطمئن السامعون لھا مرة بعد مرة بانھا صادقة -----الیٰ ان قال : فالمرجفون قوم یتلقون الاخبار فیحدثون بھا فی مجالس ونواد ویخبرون بھا من یسأل ومن لایسأل ومعنی الارجاف ھنا انھم یرجفون بما یؤذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمین والمسلمات،ویتحدثون عن سرایا المسلمین فیقولون ھزموا واسرع فیھم القتل او نحو ذالک لایقاع الشک فی نفوس المسلمین والخوف----- وھم من المنافقین والذین فی قلوبھم مرض وھم الذین قال اللہ فیھم واذا جاءھم أمر من الأمن أو الخوف اذاعوا به"(التحریر والتنویر ۲۱/۳۳۰)

ترجمہ:"ارجاف یعنی خبروں کو پھیلانا، اس سے مراد وہ جھوٹی اور سننے والوں کو پریشان کرنے والی خبریں ہیں جن کو یہ لوگ بار بار مجلسوں میں تکرار کرتے ہیں تاکہ سننے والوں کو بار بار سننے کی وجہ سے یقین آجائے۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر کہتے ہیں: پس مرجفین وہ لوگ تھے جو خبریں معلوم کرتے تھے پھر ان خبروں کو مجالس میں ہر کسی کو سناتے تھے، پوچھنے اور نہ پوچھنے والے دونوں کو بتاتے تھے اور یہاں ارجاف کا معنی یہ ہے کہ وہ ان باتوں کا پروپیگنڈہ کرتے تھے جن سے پیغمبر ﷺ اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو تکلیف پہنچے، اور مسلمانوں کی تشکیلات اور کارروائیوں کے بارے میں کہتے تھے کہ انہوں نے شکست کھائی (جیسا کہ آج کل یہ کہتے ہیں فلاں جگہ سے طالبان کا صفایا ہوا، بھاگ گئے وغیرہ)، ان میں بہت تیز قتل واقع ہوا (جیسا کہ آج کل میڈیا جب طالبان کا ایک ساتھی بھی شہید نہ ہوا ہو تب بھی دسیوں اور سینکڑوں بتاتا ہے اور فوج کے سو مارے جائیں تب بھی ایک، دو ہی بتاتا ہے اور طالبان کی شاندار کارروائیوں کو بزدلانہ قرار دیتا ہے) یا اسی طرح کی دوسری خبریں مسلمانوں کے دلوں میں شک اور خوف پیدا کرنے کے لئے پھیلاتے تھے اور یہ منافقین میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: {اور جب ان کو امن یا خوف کی خبر آتی ہے تو یہ اس کو پھیلا دیتے ہیں}"۔

جبکہ التفسیر الحدیث میں ہے:

"المرجفون من الارجاف وهو اشاعة الشائعات السيئة لتخويف الناس واثارتهم."

ترجمہ: "مرجفون ارجاف سے ہے اور ارجاف لوگوں کو ڈرانے اور ابھارنے کے لئے بری خبریں پھیلانے کو کہتے ہیں۔" (التفسیر الحدیث ۱/۴۶۵۱)

مرجفین مدینہ منورہ میں اکثر آج کل کے میڈیا والوں کی طرح جھوٹی خبریں پھیلاتے تھے جس سے مسلمان پریشان ہو جاتے تھے، جیسا کہ کسی لشکر کی روانگی کے بعد موقع پر یہ مدینہ میں افواہ پھیلاتے تھے کہ لشکر شکست کھا گیا، بہت سے قتل ہوئے، گرفتار ہوئے، جیسا کہ آج کل میڈیا والے قائدینِ جہاد کے بارے میں قتل اور شہادت کی افواہیں پھیلاتے ہیں، جیسا کہ تقریباً تین دفعہ انہوں نے بیت اللہ محسود کی شہادت کی خبر چلائی،، دسیوں بار امیر المؤمنین حفظہ اللہ اور شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے بارے میں انہوں نے جھوٹی خبریں چلائی تھیں۔ مرجفین منافقین نے غزوۂ احد کے موقع پر افواہ پھیلائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو چکے ہیں، غزوۂ تبوک کے موقع پر یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ رومی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے جیسا کہ سید طنطاوی کی تفسیر وسیط میں ہے:

"کہ انہوں نے پروپیگنڈہ کیا کہ مسلمان تبوک سے صحیح سالم واپس نہیں آئیں گے بلکہ رومی ان کو گرفتار کر کے قیدی بنائیں گے۔"

آج کل یہ میڈیا والے بھی اسی طرح کرتے ہیں... کہتے ہیں کہ طالبان امریکہ اور ۵۲ ممالک کا مقابلہ نہیں کر سکتے، کبھی کہتے ہیں کہ طالبان پاکستانی فوج سے نہیں لڑ سکتے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ ان کا بے وقوفانہ خیال ہے کہ مٹھی بھر لوگ ایک ایٹمی ملک سے لڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟ یہ ایک ایٹمی ملک پر اپنی پالیسی مسلط کرنا چاہتے ہیں وغیرہ۔ جنگِ احزاب کے موقع پر باقاعدہ ان مرجفین نے مدینہ والوں میں دعوت چلائی جیسا کہ آج کل یہ چلاتے ہیں کہ ہتھیار پھینک دو، آپ اس لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

{وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا} [الأحزاب : 13]

"اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہلِ مدینہ! (یہاں) تمہارے لئے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو۔" (الاحزاب:۱۳)

اسی طرح غزوہ احزاب کے موقع پر انہوں نے مسلمانوں کو ڈرانے اور کافروں کے لشکر کی بڑائی بیان کرنے کی مذموم کوشش کی...

مرجف کا حکم:۔

مرجف کا حکم قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

{لَئِنْ لَمْ یَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِینَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِینَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُونَكَ فِیهَا إِلَّا قَلِیلًا * مَلْعُونِینَ أَیْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِیلًا} [الأحزاب : 60-61]

ترجمہ:"اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جو (مدینے کے شہر میں) بُری بُری خبریں اڑایا کرتے ہیں (اپنے کردار) سے باز نہ آئیں گے تو ہم تمہیں اُن پر قابو دیدیں گے پھر وہاں تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔ (وہ بھی) لعنت کئے ہوئے، جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور جان سے مار ڈالے جائیں۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ جل جلالہ مؤمنین کو، مرجفین اور پروپیگنڈے پھیلانے والوں کے قتل کا حکم دیتے ہیں اور مرجفین و منافقین کو تنبیہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے ان مذموم افعال سے باز آجائیں ورنہ ان کا انجام خطرناک ہوگا۔

آیت کریمہ کی بابت علماءِ تفسیر کے اقوال:۔

ا۔امام ابوحیان تفسیر بحر محیط میں فرماتے ہیں:

"كان المشركون ثلاثة : منافق،ومن في قلبه مرض، ومرجف -فالمنافق يؤذى سرا والثاني يؤذى المؤمن باتباع نسائه والثالث يرجف بالرسول يقول غلب ،سيخرج من المدينة ،سيؤخذ، هزمت سراياه وظاهر العطف التغاير بالشخص، فيكون المعنى: لئن لم ينته المنافقون عن عداوتهم وكيدهم،والفسقة عن فجورهم والمرجفون عما يقولون ------------"(البحر المحیط ۷/۲۴۱)

ترجمہ:۔"مشرکین تین قسم کے تھے: منافق، اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے، اور پروپیگنڈہ کرنے والے، پس منافق خفیہ طور پر ضرر پہنچاتا تھا اور دوم (دل کا مریض) عورتوں کا پیچھا کر کے مسلمانوں کو ایذاء پہنچاتا تھا اور تیسرا (مرجف) پیغمبر ﷺ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا تھا، کبھی کہتا کہ وہ مغلوب ہوگئے، جلد وہ مدینہ سے نکالے جائیں گے، عنقریب وہ پکڑے جائیں گے، اُن کی فوج اور لشکر نے شکست کھائی ہے۔"

عطف کا ظاہر تشخص کے تغایر پر دلالت کرتا ہے: یعنی تینوں کے درمیان۔ (''واو'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے مراد الگ الگ لوگ ہیں) تو معنیٰ یہ ہے کہ اگر منافقین اپنی دشمنی اور دھوکے سے، اور فساق اپنے بد اعمال سے، اور پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے پروپیگنڈے سے باز نہ آئیں تو ان کے لئے وہ وعید ہے جو قرآن نے بیان کی ہے۔

۲۔ مفسر قرآن امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: فهذا فيه معنى الامر بقتلهم واخذهم اذا كانوا مقيمين على النفاق والارجاف.(القرطبی ۲۴۶/۱۴)

۳۔ امام ابوالبرکات نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" لئن لم ينته المنافقون عن عداوتهم وكيدهم والفسقة عن فجورهم والمرجفون عما يؤلفون من اخبار السوء لنأمرنک ان تفعل الافعال التى تسوئهم بان تضطرهم الى طلب الجلاء عن المدينة والیٰ ان لايساكنوک فيها إلا زمانا قليلا --------(مدارک ۳۱۵/۳) آگے" قتلوا تقتيلا "کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "والتشديد يدل على التكثير "یعنی کہ بہت سے قتل کئے جائیں۔

۴۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں (یہ بڑے بزرگ عالم دین تھے جن کو حکومت پاکستان نے بے دردی سے قتل کیا): ہمارے نشریاتی ادارے (ریڈیو، ٹی وی وغیرہ) جو کچھ نشر کرتے ہیں ان کی چند قسمیں ہیں:

اول: شریعت کا مذاق اڑانا، اہل دین کی تضحیک کرنا، قرآن وسنت کی غلط سلط تعبیر کرنا، اور شرعی مسائل میں تحریف کرنا... یہ اور اس نوعیت کے دوسرے امور ایسے ہیں جن کی سرحدیں کفر کے ساتھ ملتی ہیں اور جو لوگ سرکار اور اعلی افسران کی ایماء پر ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا جرم ناقابل معافی ہے خواہ وہ جان بوجھ کر ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہوں یا محض اعلی افسران کی خوشنودی کے لیے۔

دوم: سرکار کے مخالفین پر تہمت تراشی کرنا، ان پر غلط الزامات لگانا، کسی مسلمان کی تحقیر وتذلیل کرنا.........

سوم: ظالم حکمرانوں کی مدح وتعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملانا، ان کے جھوٹے کارناموں کی مبالغہ آرائی کے ساتھ تشہیر کرنا وغیرہ وغیرہ، یہ چیزیں بھی گناہ کبیرہ ہیں، اور نشریاتی اداروں کے جتنے ملازمین ان گناہوں میں ملوث ہیں قیامت کے دن ان کو ان گناہوں کی جوابدہی کرنا ہوگی۔ تفصیلی فتوے کے لیے دیکھیے: (آپ کے مسائل اوران کا حل۔ جلد ۷ صفحہ نمبر ۳۵۲ تا ۳۵۴)

۵۔ مفسر قرآن علامہ صوفی عبدالحمید صاحب تفسیر معالم العرفان میں وقتلوا تقتیلا کے تحت لکھتے ہیں: اور سخت طریقے سے مارے جائیں گے ایسے لوگ تعزیری لحاظ سے واجب القتل ہیں اوران کے ساتھ نہایت سختی سے نپٹا جائیگا۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ تعزیری طور پر ان لوگوں کے سر قلم کئے

جاسکتے ہیں جو لوگ معاشرے میں فحاشی بے حیائی اور بد اخلاقی پھیلانے کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ کسی ہمدردی کے لائق نہیں، ان کو سخت ترین سزا ملنی چاہئے۔(تفسیر معالم العرفان جلد ۱۵ص ۳۶۱)

اس کے علاوہ عالم عرب کے ان علماء کے بھی کچھ حوالے دئے جاتے ہیں جنہوں نے اس مسئلے کی وضاحت کی ہے۔

۶۔علامہ اسعد حومد رحمہ اللہ ایسر التفاسیر میں لکھتے ہیں:

" لئن لم ینته المنافقون الذین یظهرون الایمان ویبطنون الکفر واهل الریب والشکوک والفسوق (الذین فی قلوبهم مرض) الذین یؤذون المؤمنین باتباع نسائهم والاساءة الیهن ، ولئن لم ینته المرجفون الذین یؤذون المؤمنین بنشر الشائعات المثبطة لهمم المؤمنین وعزائمهم (کقولهم محمد غلب ،وجاء ت جیوش مشرکة لحرب المسلمین لاقبل لهم بها-----)لئن لم ینته هؤلاء جمیعا فان الله سیسلط رسوله علیهم ویغریه بقتالهم واجلائهم عن المدینة فلایسکنون معه فیها ولایمضی وقت قصیر حتیٰ تخلوالمدینة منهم-----وسیکونون خلال هذا لوقت القصیر الذی یقون فیه بالمدینة ملعونین ،مطرودین من رحمة الله واذا خرجوا تبقی الذلة ملازمة لهم،ولایجدون ملجأیعصمهم من بأس المؤمنین فاینما وجدوا کانوا فی ذلة معرضین للاخذ والقتل فی کل حین وهذه سنة الله ،وهذا هوشرعه فی المنافقین ،وفی امثالهم فی کل زمان ومکان ،اذاستمروا علی کفرهم وعنادهم ،ولم یرجعوا عما هم فیه من غی وضلا ل ، فان الله یسلط علیهم اهل الایمان،وسنة الله لایستطیع احد تبدیلها ولا تغیرها-"(ایسر التفاسیر ۱/۳۴۷۶)

ترجمہ:"اگر منافقین وہ جو ایمان ظاہر کرتے ہیں اور کفر چھپاتے ہیں اور شکوک وشبہات اور فسق والے (جن کے دلوں میں مرض ہے) جو عورتوں کا پیچھا کر کے اور ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں، جو پیغمبر ﷺ اور مؤمنوں کو جھوٹی اور ایسی خبروں کے ذریعے نقصان پہنچاتے ہیں، جو ان کے حوصلے پست کرنے اور ان کی ہمت توڑنے والے ہوتے ہیں (جیسا کہ ان کا یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مغلوب ہو گئے ،اور مقابلے کے لئے مشرکین کے ایسے لشکر آئے جس کا سامنا مسلمان نہیں کر سکتے) اگر یہ سب باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ جلد ان پر اپنے رسول ﷺ کو مسلط کر دے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے خلاف جنگ اور مدینہ سے جلاوطن کرنے پر ابھارے گا تو یہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ مدینہ میں نہیں رہ سکیں گے، پھر تھوڑی ہی مدت میں مدینہ ان سے خالی ہو جائے گا اور اس مختصر وقت کے دوران جس میں یہ لوگ مدینہ میں ہوں گے ملعون یعنی اللہ کے رحمت سے دور ہوں گے، جب مدینہ سے نکل جائیں گے تو ذلت اُن کے ساتھ ساتھ ہو گی اور یہ لوگ ایسی جائے پناہ نہیں پائیں گے جو ان کو مسلمانوں کی کارروائی سے بچائے، پس جب کبھی بھی، جہاں کہیں بھی پائے جائیں انہیں ذلت، گرفتاری اور قتل کا سامنا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اور منافقین کے لئے یہ اُس کا قانون ہے اور اس طرح کے لوگوں کے لیے ہر زمانے اور ہر جگہ میں جب تک وہ اپنے کفر اور اسلام دشمنی پر قائم ہوں اور جس گمراہی میں وہ مبتلا ہیں اس سے رجوع نہ کریں، اللہ تعالیٰ ان کے اوپر اہل ایمان کو مسلط کر دے گا، اور اللہ کے قانون کو کوئی بھی بدل نہیں سکتا۔"

۷۔التحریر والتنویر میں ہے:

"والتقتیل قوۃ القتل ،والقوۃ: ھنا بمعنی الکثرۃ لان الشیء الکثیر قوی فی اصناف نوعہ وایضا ھو شدید فی کونہ سریعا لاامھال لھم فیہ ------لایفلت منھم احد."(۲۱/۳۳۲)

ترجمہ:"اور جو آیت کریمہ میں لفظ تقتیلا آیا ہے وہ قوۃ القتل کے معنیٰ میں ہے اور قوت القتل سے مراد یہاں کثرت ہے (زیادہ مارے جائیں گے) اسلئے کہ شیءکثیر (زیادہ چیز) اپنے نوع کے اصناف میں قوی ہوتا ہے اور یہ قتل شدید ہے تیزی میں بھی یعنی اس میں مہلت اور وقت نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ آگے فرماتے ہیں، یعنی یہ قتل تمام افراد کو شامل ہوگا اور کوئی اس سے نہیں بچے گا۔"

۸۔التفسیر الحدیث میں ہے:

"انذار قاصم لفئات المنافقین ومرضی القلوب والمرجفین فی المدینۃ بأنھم اذا لم ینتھوا عما یبثونہ من وساوس ودسائس ویوقعونہ من أذی وقلاقل فان اللہ یغری نبیہ بھم ویسلطہ علیھم ویقدرہ علی طردھم من المدینۃ مدغومین بدمغۃ اللعنۃ مھدوری الدم لیقتلوا قتلا ذریعا بدون ھوادۃ واستثناء وتساھل این ماوجدوا --"(التفسیر الحدیث ۷/۴۲۱)۔

ترجمہ:"سخت دھمکی ہے منافقین کے گروہوں کے لئے اور دلوں کے مریضوں کے لئے اور مدینہ میں پروپیگنڈہ کرنے والوں کے لئے کہ اگر یہ لوگ وسوسے اور جھوٹ پھیلانے سے باز نہیں آتے، تخریب کاری اور اذیت رسانی سے نہیں رُکتے تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان کے خلاف ابھارے گا، ان پر مسلط کرے گا اور منافقین کو مدینہ سے بھگانے کی آپ ﷺ کو قدرت دے گا، لعنت کے تھپڑ مارے گئے لوگ ہیں یہ جن کا خون حلال ہوگا، جہاں بھی پائے جائیں بغیر کسی نرمی اور استثناء کے اُن کا قتلِ عام کیا جائے۔"(التفسیر الحدیث ۷/۴۲۱)

آگے فرماتے ہیں:

" إن المنافقین کانوا یشیعون اخبارا لسوء عن سرایا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعوثہ الجھادیۃ بسبیل القاء الرعب فی قلوب المسلمین وتخویفھم وتخذیلھم -وان الآیات ھی فی صدد ذالک وھذا ھو معنی الارجاف علیٰ ماقالوہ وقد روی الطبری عن عکرمۃ تاویلا لجملۃ الذین فی قلوبھم مرض انھم اصحاب الشھوۃ والزنا الذین یتبعون النساء والآیات شملت ھؤلاء وھؤلاء والذی یتبادر لنا من

روحها ومن السياق السابق ان الانذار هوبصدد ماكان يبدو من الفئات المذكورة فيهامن سوء ادب وذوق وبذاءة وأذى وكيد ودس وولوغ فی الاعراض واثارة الريب والفتنة سواء كان فی حق الله ورسوله ام فی حق المؤمنين والمؤمنات-------------.

ولقد احتوت الاۤيات حكما قراۤنيا موكولاتنفيذه للنبی صلی الله عليه وسلم بتأديب هذه الفئات اذا لم تنته عن أذاها وارجافها بعد الانذار وهوالطرد واهدار الدم والقتل دون هوادة وتسامح واحتوت بالتبعية توطيدا لسلطان النبی وايذانا باستعمال القوة والصرامة بحقها-

-----------والانذار والتنديد الشديدان فی الاۤية موجهان الی الفئات الثلاث علی السواء حيث يتبادر من هذا انهاتصدر عن موقف واحد وهوعدم الاخلاص فی الايمان بالله ورسوله والوقوف عند اوامرها ونواهيها وأن التعدد اۤت من كون كل منها كانت تتميز بعمل من اعمال الضرر والشر والاذی فيكون ديدن واحدة وهو الارجاف وواحدة وهو الاستهتار بالقيم والأعراض وواحدة وهو الرياء والخداع والوقوف من النبی والاسلام والمسلمين موقف التربص والله تعالیٰ اعلم

----------------------- ومع خصوصية الاۤيات الزمنية والموضوعية فالذی يتبادر لنا ان حكمها عام شامل ومستمر وموكول لأولی الامر فی المسلمين حيث توجب عليهم سلوک سبيل الشدة فی القمع لتنكيل مع من لم يرتدع عن موقف الأذی والدس والارجاف لسلامة المجتمع وطمأنينته -

ولقد يرد علیٰ هذا أن وصف المنافقين ومرضی القلوب والمرجفين فی المدينة هو وصف متصل بالعهد النبوی غير أن الذی ينعم النظر فی حالة المجتمعات فی أی ظرف ومكان يجد ريب هذه الفئات فيها وان تنوعت صورهاحيث تتمثل فی الذين يتخذون الطغاة والظالمين والأعداء أولياء يبتغون عندهم العزة ويساعدونهم علی اذلال امتهم واستبعادها ويخونون مصالح بلادهم وامنها بسبيل منافعهم وأحقادهم أو الاثنتين معا- وتتمثل كذالک فی الذين يشيعون الفاحشة بين الناس ويثيرون فيهم الشكوک والهواجس والفزع فی اوقات الأزمات ويستهترون بالقيم الاخلاقية والانسانية والروحية والاجتماعية والاسروية الصالحة المستحبة بسبيل نزواتهم وأهوائهم - ويقصرون فی واجبات الاخلاص والتضامن والتعاون التضحية المتنوعة، ولا يبالون بما يقع علی أمتهم من مصائب ومظام وبغی ونكبات ولا يهتمون إلا لمصالحهم الخاصة -حيث يبدو من هذا مدی الاعجاز القراۤنی فی وصف ومعالجة حالات تقع فی كل ظروف ومكان -" (التفسير الحديث ۷/ ۴۲۲ -۴۲۳-۴۲۴)

ترجمہ:" منافقین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکروں اور ان کے جہادی سریوں کے بارے میں ایسی بری خبریں شائع کرتے تھے جو مسلمانوں کے دلوں میں رعب ڈال کر اُن کو ڈرانے اور ان کو بزدل بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ آیتیں انہی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، یہ ہے ارجاف کا معنی جیسا کہ علماء نے کہا ہے، امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے امام عکرمہ رحمہ اللہ سے اس جملے "الذين فی قلوبهم مرض "کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ شہوت والے اور زناکار لوگ تھے جو عورتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے، یہ آیات مرجفین اور زناکار دونوں کو شامل ہیں۔ ان آیات سے یہ سمجھ میں آتا

ہے کہ دھمکی اُن افعال کے مقابلے میں ہے جو اِن فرقوں سے ظاہر ہوتی تھی یعنی بے ادبی، استہزاء، فحش کلامی، دھوکہ، جھوٹ، عزتوں کو لوٹنا اور شکوک وشبہات اور فتنوں کو ہوا دینا چاہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حق میں ہو یا پھر موٴمن مردوں اور موٴمن عورتوں کے حق میں۔۔۔۔

اور یہ تمام آیات ایک ایسے قرآنی حکم پر مشتمل ہیں جس کا نفاذ واجراء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ ہے ان فرقوں کی تادیب اور سزا، اگر وہ اس انذار کے بعد بھی اذیت پہنچانے اور پروپیگنڈے پھیلانے سے نہ رُکے، یہ قرآنی حکم بغیر کسی نرمی اور چشم پوشی کے ان کے بھگانے اور ان کے قتل کرنے کا ہے۔ یہ آیات پیغمبر کی قوت اور حکومت کو مضبوط کرنے اور طاقت کو اپنی جگہ استعمال کرنے کی اجازت پر مشتمل ہیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہاں دھمکی آیت کریمہ میں تین فرقوں کی طرف برابر متوجہ ہیں جیسا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تینوں کاموں کا سبب ایک ہے اور وہ ہے اللہ اور رسول پر ایمان اور اس کے اوامر ونواہی کو بجالانے میں عدمِ اخلاص۔ تعدد اس وجہ سے ہے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے مضر اعمال، شر اور اذیت کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہے... ایک عادت ہے ارجاف اور پروپیگنڈہ، ایک عادت ہے آبروریزی اور ایک عادت ہے ریا، دھوکہ اور نبی ﷺ اور مسلمانوں کے لئے برے دن کا انتظار۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ باوجود اس کے کہ یہ آیتیں کسی خاص زمانے اور خاص مقام سے تعلق رکھتی ہیں لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حکم عام اور ہمیشہ کے لئے ہے اور مسلمانوں میں اولی الامر کو سپرد ہے اس لئے کہ یہ آیتیں بتارہی ہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ جو اذیتیں پہنچانے اور پروپیگنڈہ کرنے والے موقف سے پیچھے نہیں ہٹتے، ان کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنے میں شدت کا راستہ اختیار کرنا واجب ہے تاکہ معاشرہ محفوظ اور پرامن ہو۔

اس پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ منافقین، دلوں کے مریضوں اور شہر میں پروپیگنڈہ کرنیوالوں کی یہ صفت نبی ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے لیکن جو بھی کسی جگہ میں معاشرے کی حالت پر گہری اور اچھی نظر رکھتا ہو تو وہ اس میں ان فرقوں کا کردار دیکھے گا اگرچہ اُن کی شکلیں مختلف ہوں گی خصوصا ان لوگوں میں جو طواغیت، ظالموں اور دشمنوں کے ساتھ دوستی کرتے ہیں، ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، اپنی قوم کو ذلیل کرنے اور غلام بنانے میں ان کی مدد کرتے ہیں، اپنے علاقوں کے مفادات اور امن کو برباد کرتے ہیں اُن کے مفادات اور دشمنی پورا کرنے کے لئے یا ایک ہی وقت دونوں باتیں پیشِ نظر ہوتی ہیں۔ نیز یہ حکم اُن لوگوں کے لیے بھی ہے جو لوگوں میں فحاشی اور بے حیائی پھیلاتے ہیں، جنگ کی حالتوں میں افواہوں اور شکوک کو ہوا دیتے ہیں، اپنی خواہشات اور بدعملی کے ذریعے اخلاقی، انسانی، فکری، اجتماعی اور اچھے خاندانی اقدار کو برباد کرتے ہیں اور اخلاص، قربانی اور مدد میں کوتاہی کرتے ہیں، جب ان کی قوم پر مصائب اور مظالم ڈالے جاتے ہیں تو انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی (جو کوئی بھی استعمار مسلمانوں پر مسلط ہو جائے یہ اُس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے) یہ لوگ صرف اپنے ہی مفادات کے لیے کوششیں کرتے ہیں۔ یہ قرآنی معجزہ ہے کہ وہ ان تمام حالات کو جو ہر جگہ واقع ہوتے ہیں، بیان کرتا ہے اور اس کا حل بھی بتاتا ہے۔

۹۔ التفسیر الوسیط میں ہے:

" وقوله اخذوا وقتلوا تقتيلا بيان لمايحيق بهم عند الظفر بهم -

أى : هم ملعونون ومطرودون من رحمة الله بسبب سوء أفعالهم ،فاذا مأأدركوا وظفر بهم ،أخذوأسارى أذلاء ،وقتلوا تقتيلا شديدا ، وهذا حكم الله -تعالىٰ- فيهم حتىٰ يقلعوا عن نفاقهم واشاعتهم قالة السوء فى المؤمنين ، وايذائهم للمسلمين والمسلمات-"(التفسیر الوسیط ج ۱۱ص ۲۴۸)

ترجمہ:" اللہ تعالیٰ کا یہ قول{اخذوا و قتلوا تقتیلا}اُس عذاب کا بیان ہے جو ان پر مسلمانوں کی کامیابی کے بعد نازل ہو گا۔

یعنی: وہ ملعون جو اپنے برے افعال کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے ،اُن پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ذلیل قیدی بنائے جائیں گے ،اور سخت ترین انداز میں قتل کئے جائیں گے ، یہ اللہ کا حکم ہے منافقین مرجفین اور فساق کے بارے میں جب تک کہ اپنے نفاق ، بری باتوں کو پھیلانے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو تکلیف پہنچانے سے باز نہ آجائیں۔"۔"(التفسیر الوسیط ج ۱۱ص ۲۴۸)

مفسرین کے اقوال پر غور کرنے سے مرجفین کے احوال اور ان کی سزا کے بارے میں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ جھوٹی خبریں پھیلانے والے اور اس کو سچ ثابت کرنے کے لئے بار بار دُہرانے والے جیسا کہ التحریر والتنویر میں ہے:

"وفيه معنىٰ كون الاخبار كاذبة او مسيئة لاصحابها يعيدونها فى المجالس ليطمئن السامعون لها مرة بعد مرة بانها صادقة."

ترجمہ:"اس سے مراد جھوٹی یا سننے والوں کو پریشان کرنے والی خبریں ہیں جو مجالس میں بابار دہراتے ہیں تا کہ سامعین بار بار سن کر اس پر یقین کرلیں کہ یہ سچ ہے۔"

آج کا میڈیا یہ کام بہت خوب کر رہا ہے صبح سے شروع ہو تا ہے کہ فلاں جگہ طالبان کمانڈر پکڑا گیا، فلاں جگہ فوج نے قبضے میں لے لی، وغیرہ اور شام تک اسے دہرایا جاتا ہے اور ساتھ ساتھ لوگوں کو بار بار اشتہارات کے ذریعے یہ بھی باور کرایا جاتا ہے کہ ہمارا ادارہ سچ پھیلانے والا ادارہ ہے۔

۲۔ مسلمانوں کے لشکروں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شکست کھائی، وہ قتل ہو گئے، گرفتار ہو گئے وغیرہَ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جیسا کہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"المرجفون فی المدینة هم اناس کانوا یرجفون باخبار السوء عن سرایا رسول الله صلی الله علیه وسلم فیقولون هزموا وقتلوا وجریٰ علیهم کیت وکیت یکسرون بذالک قلوب المؤمنین ."

اور جیسا کہ التحریر والتنویر میں ہے۔

"ویتحدثون عن سرایا المسلمین فیقولون هزموا واسرع فیهم القتل او نحو ذالک لایقاع الشک فی نفوس المسلمین والخوف."

"اور مسلمان لشکروں کے بارے میں کہتے ہیں انہوں نے شکست کھائی، بہت زیادہ قتل ہوئے اور اسی طرح کی دوسری باتیں جو مسلمانوں کے دلوں میں شک اور خوف ڈالنے کے لئے ہوتی ہے۔"

بالکل ایسالگ رہاہے جیسا کہ آج کل کے میڈیاوالوں کو دیکھ کر یہ عبارت لکھی گئی ہے! یہ میڈیاوالے بھی طالبان اور مجاہدین کے خلاف ایسے الفاظ کہہ رہے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ فلاں علاقہ طالبان سے صاف کیا گیا، کبھی کہتے ہیں کہ سومارے گئے، کبھی کہتے ہیں کہ ہزار مارے گئے... حتی کہ اگر پہلے دن سے حساب لگایا جائے تو آج تک ان کے میڈیا پر مارے گئے طالبان کی تعداد طالبان کے مجموعی تعداد کے دس گنا سے بھی زائد ہو گی۔

۳۔ فحاشی اور بے حیائی پھیلاتے ہیں جیسا کہ منافقین کا سر دار عبد اللہ ابن ابی ابن سلول نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف میڈیا گرم کیا تھا، ابن سلول اور اُس کے حامیوں کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

{إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} [النور : 19]

ترجمہ :"اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی (یعنی تہمت کی خبر، بدکاری) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہو گا اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

التفسیر الحدیث میں جیسا کہ ہم نے پہلے نقل کیا:

" وتتمثل کذالک فی الذین یشیعون الفاحشة بین الناس "

"اور اسکی شکل آپ کو ان لوگوں میں بھی ملے گی جو لوگوں کے درمیان بے حیائی اور بدکاری پھیلاتے ہیں۔"

آج کل اس صورت کو بیان کرنے کے لئے بھی لمبی چوڑی عبارتیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، ایک دن کوئی ان کے ٹی وی چینلز دیکھے معلوم ہو جائے گا، اب تو خبروں کے لئے بھی نیم برہنہ عورتیں سکرین پر آتی ہیں، نامحرم مردوں کے ساتھ بے پردہ عورتیں خبریں سناتی ہیں جو کہ معاشرہ میں اس طرح کا ماحول پیدا کرنے کے لئے عملی تبلیغ ہے، ان کے وقفے بے حیائی اور بدکاری کی دعوت ہوتے ہیں، حتی کہ ڈانس، گانے اور دوسرے منکرات و فحش باتوں کو مسلمان قوموں کی ثقافت بتاتے ہیں، خاص کر ڈیوہ ریڈیو، ریڈیو آپ کی دنیا، مشال ریڈیو وغیرہ پختون قوم کو یہ فکر دلانے میں مصروف ہیں کہ یہ آپ کا کلچر اور ثقافت ہے جسے طالبان نے برباد کر دیا ہے۔

۴۔ مسلمانوں میں کفار کے مفادات کی تکمیل کرتے ہیں اُن کی گلوبلائزیشن اور عالمگیریت کے لئے، ان کی ثقافت اور تہذیب کو میڈیا پر دکھاتے ہیں، اس کی تبلیغ کرتے ہیں، مسلمانوں میں ان جیسا معاشرہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو ان کا غلام بنانے کے لئے راستہ ہموار کرتے ہیں جیسا کہ التفسیر الحدیث میں ہے:

" تتمثل فی الذین یتخذون الطغاة والظالمین والأعداء أولیاء یبتغون عندهم العزة ویساعدونهم علی اذلال امتهم واستبعادها ویخونون مصالح بلادهم وامنها بسیل منافعهم."

"یہ صورت دیکھی جاسکتی ہے ان لوگوں میں جو طواغیت اور ظالم لوگوں کو دوست بناتے ہیں، ان کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں ، اپنی قوم کو ذلیل اور غلام بناتے ہیں، اپنے ملکوں کے مفادات کو کفار کے مفادات کے لیے قربان کر ڈالتے ہیں۔"

آج کل بعض ریڈیو اور ٹی وی چینلوں پر باقاعدہ اس بات کی تبلیغ کی جاتی ہے کہ مسلمان علاقوں میں ایسی اور ویسی مشکلات ہیں، رائی سے پہاڑ بناتے ہیں، لیکن مغرب اور امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کی زندگی کے بارے میں بتاتے ہیں کہ اُن کی زندگی امریکہ میں بہت اچھی ہے، اُن کا دین محفوظ ہے حالانکہ وہ بے چارے دین کو نماز، روزے میں منحصر خیال کرتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ اُن کا آدھا دین جو کہ اسلامی نظام ہے، برباد ہو چکا ہے، اُن کی نسلیں ضائع ہو چکی ہیں، نہ بیٹے پر قابو ہے اور نہ ہی بیٹی کا کچھ پتہ ہے کہ کیا کیا گل کھلائے جارہے ہیں۔ بس اللہ ہی رحم فرمائے۔ آمین

۵۔ یہ میڈیا والے کفری لشکروں کی بڑائی بیان کرتے ہیں، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر منافقین نے کہا تھا کہ ایسے لشکر آئے ہیں جن کا مقابلہ مسلمان نہیں کر سکتے، تبوک کے موقع پر مرجفین نے کہا تھا کہ تبوک سے مسلمان واپس نہیں آئیں گے بلکہ یہ وہاں گرفتار ہو جائیں گے وغیرہ، آج کل میڈیا والے بھی کافر لشکروں کی بڑائی بیان کرتے ہیں، ان کے اسلحہ اور ساز وسامان کا میڈیا پر اتنا چرچا کرتے ہیں کہ ایک بے خبر مسلمان خود بخود یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ ان سے جنگ پہاڑ سے سر مارنے کے برابر ہے، حتی کہ کفار کے صف میں موجود منافقین اور مرتدین کو شہید اور طالبانِ

شریعتِ محمدی کو ہلاک کہتے ہیں،۲۰۰۹ کے بعد انہوں نے تو طالبان کے خلاف ڈرامے اور فلمیں بھی بنائی ہیں جس میں طالبان کی بدنامی کی جاتی ہے ،اُن کی جرأت مندانہ کارروائیوں کو بزدلانہ کارروائی قرار دیا جاتا ہے،اُن کے خلاف جھوٹ پھیلاتے ہیں وغیرہ۔

یہ ہوئیں صحافیوں اور میڈیا والوں کی چند صفات... اب ان کے حکم کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ا۔اسلامی ملک سے ان کو نکالنا،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا } [الأحزاب : 60]

"(اے پیغمبر!)ہم آپ کو اُن پر مسلط کر دیں گے پھر وہ تمہارے پڑوس میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔"

چنانچہ اگر اسلامی حکومت قائم ہو تو امیر المؤمنین ان کو جلاوطن کر دے گا۔

۲۔ملعون یعنی اللہ کی رحمت سے دور ہوں گے۔

۳۔جہاں پائے جائیں گرفتار کئے جائیں گے۔

۴۔گرفتاری کہ بعد چھوڑے نہیں جائیں گے بلکہ قتل کئے جائیں گے،جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فهذا فيه معنى الامر باخذهم وقتلهم اذا كانوا مقيمين على النفاق والارجاف -

ترجمہ:"پس یہ امر کے معنی میں ہے ان کے پکڑنے اور قتل کرنے کے بارے میں جب وہ اپنے نفاق اور پروپیگنڈہ کرنے پر قائم ہوں۔"

ایسر التفاسیر میں ہے:

"فاينما وجدوا كانوا فى ذلة ،معرضين للاخذ والقتل فى كل حين وهذه سنة الله."

"اور جہاں کہیں پائے جائیں گے وہ ذلت میں ہوں گے گرفتاری اور قتل کا سامنا کریں گے،یہ اللہ کی سنت ہے۔"

تفسیر وسیط میں ہے:

"فاذا ما أدركوا وظفر بهم ،أخذوا أسارى أذلاء "

"اور جب پائے جائیں اور ان پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ذلیل قیدی بن کر گرفتار ہوں گے۔"

اور ان کے قتل کے بارے میں علامہ صوفی عبد الحمید صاحب کا ارشاد بھی اسی آیت کے تحت ملاحظہ فرمایئے جو ہم نے پہلے ذکر کیا۔

۵۔پانچواں یہ کہ قتل بھی سخت ترین قتل ہو گا اس لئے کہ "قتّلوا" مشدد ہے اور " تقتیلا" مصدر تاکید کے لئے ہے۔ تفسیر وسیط میں ہے" وقتلوا تقتیلا شدیدا"۔اور تفسیر حدیث میں ہے:

"ليقتلوا قتلا ذريعا بدون هوادة واستثناء وتساهل اين ماوجدوا --"

ترجمہ:" تاکہ گلا گھونٹ کے مارے جائے بغیر کسی نرمی، استثناء اور چشم پوشی کے۔"

التحریر والتنویر میں ہے:

' وايضا هو شديد فى كونه سريعا لا امهال لهم فيه ------"

" اور اسی طرح وہ سخت ہے تیزی میں جس میں ان کو کوئی مہلت نہ دی جائے۔"

٦۔چھٹا یہ کہ ان کے بہت سے یا تمام افراد قتل کئے جائیں گے جیسا کہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" والتشديد يدل على التكثير"

"اور (قتلوا) کا مشدد ہونا تکثیر پر دلالت کرتا ہے۔"

جیسا کہ التحریر والتنویر میں ہے:

"والتقتيل قوة القتل ،والقوة: هنا بمعنى الكثرة لان الشىء الكثير قوى فى اصناف نوعه ."

"اور تقتیل قوۃ القتل ہے اور قوت یہاں کثرت اور زیادت کے معنی میں ہے اس لئے کہ زیادہ چیز اپنے نوع کے اصناف میں قوی ہوتا ہے۔"

جبکہ تفسیر حدیث کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تمام افراد قتل کئے جائیں گے اور کسی کو استثناء حاصل نہیں ہو گا

" ليقتلوا قتلا ذريعا بدون هوادة واستثناء."

"تاکہ سب گلا گھونٹ کے مارے جائیں بغیر کسی نرمی اور استثناء کے۔"

۷۔ساتواں یہ کہ یہ حکم عام ہے اور کسی زمانے اور مکان کے ساتھ مختص نہیں ہے۔علامہ اسعد فرماتے ہیں:

" وهذه سنة الله ،وهذا هوشرعه فى المنافقين، وفى امثالهم فى كل زمان ومكان."

"اور یہ اللہ کی سنت ہے، اور یہ اس کا قانون ہے منافقین اور ان جیسے لوگوں کے لئے ہر زمان اور ہر مکان میں۔۔۔"

جبکہ تفسیر حدیث میں ہے:

"ومع خصوصية الاٰيات الزمنية والموضوعية فالذى يتبادر لنا ان حكمها عام شامل ومستمر وموكول لأولى الامر فى المسلمين حيث توجب عليهم سلوك سبيل الشدة فى القمع لتنكيل مع من لم يرتدع عن موقف الأذى والدس والارجاف لسلامة المجتمع وطمأنينته."

ترجمہ: "باوجود اس کے کہ یہ آیتیں کسی خاص زمانے اور خاص مقام سے تعلق رکھتی ہیں لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حکم عام اور ہمیشہ کے لئے ہے اور مسلمانوں کے امیر کے حوالے ہے اس لئے کہ یہ آیتیں بتارہی ہیں کہ جو لوگ اذیت پہنچانے اور پروپیگنڈہ کرنے والے موقف سے پیچھے نہیں ہٹتے، ان کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے میں شدت کا راستہ اختیار کرنا واجب ہے تاکہ معاشرہ محفوظ اور پرامن ہو۔"

۸۔ یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک یہ لوگ اپنے ان مذموم افعال سے باز نہیں آجاتے جیسا کہ قرآن کریم کی آیت: "لئن لم ينته" اس پر دال ہے؛ علامہ اسعد کا قول ہم نے ذکر کیا کہ

" اذاستمروا على كفرهم وعنادهم، ولم يرجعوا عما هم فيه من غى وضلال، فان الله يسلط عليهم اهل الايمان، وسنة الله لايستطيع أحد تبديلها ولا تغييرها."

ترجمہ: "جب تک وہ اپنے کفر اور اسلام دشمنی پر قائم ہوں اور گمراہی سے رجوع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اوپر اہل ایمان کو مسلط کردے گا، اور اللہ کا قانون کوئی بھی بدل نہیں سکتا۔"

تفسیر وسیط میں ہے:

"وهذا حكم الله -تعالىٰ- فيهم حتىٰ يقلعوا عن نفاقهم واشاعتهم قالة السوء فى المؤمنين، وايذائهم للمسلمين والمسلمات."

ترجمہ: "اور یہ اللہ کا حکم ہے ان منافقین، مرجفین اور فساق کے بارے میں حتیٰ کہ وہ اپنے نفاق، بری باتوں کو پھیلانے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو ضرر پہنچانے سے باز آجائیں۔"

چوتھے مقدمہ میں معلوم ہوا کہ اگر جرم کرنے والے اسلامی حکومت میں ہوں اور اتنی تعداد میں ہوں جن پر اسلامی حکومت قابو پاسکے تو ان کو گرفتار کرکے شرعی سزا دی جائے گی لیکن اگر اتنے زیادہ ہوں کہ اسلامی حکومت ان کو سزا دینے پر قادر نہ ہو یا اسلامی حکومت قائم نہ ہو تو ایسی صورت

میں اس گروہ کو" طائفہ ممتنعہ" کہاجاتا ہے اور اُن کے خلاف مسلمانوں پر جنگ واجب ہو جاتی ہے، یہ لوگ چونکہ کثیر مقدار می ں ہیں، حکومتی ادارے ان کی سیکورٹی پر مامور ہیں اوراسلامی حکومت بھی قائم نہیں ہے، اس لئے مجاہدین کو ان کے خلاف جنگ کرنی چاہئے اور جہاں ہاتھ آئیں قتل کرنا چاہیے۔

نکتہ: چونکہ قرآن کریم نے ان کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے ان کو تنبیہ کی تھی کہ وہ اپنے برے اعمال سے باز آجائیں۔ مفسرین کے مطابق وہ لوگ اپنے ان اعمال سے باز آگئے اس لئے اُن کے خلاف کارروائی نہیں ہوئی، لہذا مجاہدین کو بھی چاہئے کہ پہلے ایسے لوگوں کو دھمکی دیں تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبان درازی سے باز آجائیں، جو باز آجائیں ان کو معاف کیا جائے اور جو باز نہ آئیں اُن کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے۔

امام ابو بکر جصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وأخبر تعالیٰ باستحقاقهم النفی والقتل اذا لم ینتهوا عن ذالک فأخبر تعالیٰ ان ذالک سنة الله وهو الطریقة المأمورة بلزومها واتباعها."

ترجمہ:"اور اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ اگر وہ اس کام سے نہ رُکیں تو ان کا حکم جلاوطنی یا قتل ہے، یہ اللہ کا طریقہ اور راستہ ہے جس کے مضبوط پکڑنے اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔"(احکام القرآن للامام الجصاصؒ ۵/۲۴۵)

☆مقاتل:۔

اب آتے ہیں دوسرے نام کی طرف کہ مقاتل کسے کہتے ہیں؟ اور شرعی مقاتلین کون کون ہیں؟ اور کیا صحافی حضرات اور میڈیا والے شرعا مقاتلین میں شمار ہوتے ہیں؟

ویسے تو ہمارے معاشرے میں مقاتل اس شخص کو کہاجاتا ہے جو خود میدان میں تلوار ہاتھ میں لئے لڑتا ہے، یا توپ خانہ چلاتا ہے یا جہاز سے بمباری کرتا ہے وغیرہ لیکن شریعت کے اپنے اصطلاحات ہیں اور شرعی حکم انہی اصطلاحات پر مرتب ہوتے ہیں نہ کہ ہمارے مروجہ اصطلاحات پر، اسی اصطلاح کی بنیاد پر کہ مقاتل شریعت میں صرف لڑنے والے کو نہیں کہاجاتا بلکہ اس میں تفصیل ہے: کافر جب نہ ذمی ہو (یعنی اسلامی حکومت کا تابعدار جزیہ دینے والا کافر)، نہ مستأمن (اسلامی حکومت نے جسے مقررہ وقت کے لئے امن دیا ہو) اور نہ معاہد ہو (جس سے مسلمانوں نے معاہدہ کیا) تو وہ شریعت کی اصطلاح میں حربی اور جنگی کافر تصور کیا جاتا ہے، اُس کے خلاف لڑنے کی اجازت ہے، اُس کے مارنے کی وہی فضیلت ہے جو میدان میں

لڑنے والے کافر کے قتل میں ہے، لیکن ہمارے معاشرے میں چونکہ شرعی اصطلاح سے واقفیت نہیں ہے۔ اس لئے میدان میں لڑنے والی فوج کے علاوہ جب کوئی کافر مارا جائے تو لوگ اس کو بے گناہ اور معصوم سمجھتے ہیں جیسا کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر فدائی حملے ہوئے تو دنیائے کفر نے شور مچایا کہ مجاہدین نے بے گناہ لوگوں کو مارا ہے، نام نہاد لکیر کے فقیر مبصرین نے بھی ان کی تابعداری میں کالموں اور تبصروں میں یہی موقف اختیار کیا، اگرچہ ہمارے بے گناہ بھائی اور معصوم بہنیں فلسطین، عراق اور افغانستان میں ہر روز شہید کئے جارہے ہیں، ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں موجود لوگوں کا اگر دوسرا گناہ نہ تھا تو کم از کم یہ تو تھا کہ وہ کافر تھے جن کے ساتھ ہمارا کوئی معاہدہ نہ تھا اور نہ ہی وہ ذمی تھے یا مستأمن...

شریعت مطہرہ نے مقاتلین، صرف میدان میں لڑنے والوں کو نہیں بلکہ ان تمام لوگوں کو جو کسی بھی طریقے سے جنگ میں حصہ لیتے ہیں مقاتلین میں شمار کیا ہے، اسی لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بھی قتل کیا جو پیغمبر ﷺ اور مسلمانوں کی شان میں گستاخانہ لہجہ استعمال کرتے تھے، ان کو گالیاں دیتے تھے (جیسا کہ آج کل میڈیا والے دیتے ہیں، شرپسند، انتہاپسند اور امن دشمن جیسے الفاظ) چنانچہ فقہاء امت کے نزدیک وہ لوگ بھی مقاتلین میں شمار ہوتے ہیں جو کفار کے لئے جاسوسی کرتے ہیں، جو مسلمانوں کے خلاف غلط پروپیگنڈے کرتے ہیں یا کفار کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارتے ہیں وغیرہ۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف یہودی کو باوجود اس کے قتل کیا کہ وہ بوڑھا تھا اور بوڑھے جنگ میں نہیں مارے جاتے، یہود کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ تھا لیکن اسلام، مسلمانوں اور پیغمبر ﷺ کے بارے میں گستاخانہ لہجہ استعمال کرنے کی وجہ سے پیغمبر ﷺ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ معاہدہ جو یہود کے ساتھ جنگ بندی پر تھا اس کے حق میں کالعدم قرار دیا گیا، اس نے وہ معاہدہ تلوار سے نہیں بلکہ زبان سے توڑا تھا، بخاری شریف میں یہ واقعہ تفصیل کیساتھ موجود ہے۔ اُس روایت میں اس کے قتل کا سبب یوں بیان کیا گیا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من لكعب بن الاشرف؟ فانه قد اٰذى الله ورسوله."

"کوئی ہے کعب بن اشرف کے لئے؟ اس نے اللہ اور رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔" (رواہ البخاری ۳۰۳۱)

وہ تکلیف جو کعب یہودی نے پہنچائی تھی، وہ کیا تکلیف تھی؟

ابن سعدؒ طبقات میں فرماتے ہیں:

"اليهودى المؤذى لرسول الله صلى الله عليه وسلم ؛فانه كان شاعرا وكان يهجو رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه ويحرّض كفار قريش عليهم ، وذهب مكة وجعل يبكى على قتلىٰ بدر، ويحرّض على رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اجمعوا لوقعة أحد ---------" (طبقات ابن سعد ۲/ ۳۴)

ترجمہ: ''کعب بن اشرف، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے والا ایک یہودی تھا، وہ ایک شاعر تھا اور پیغمبر علیہ السلام اور اُن کے صحابہ کی ہجو (شعر کی صورت میں برا بھلا کہنا) کرتا تھا، وہ کفار قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا، وہ مکہ جا کر بدر میں مارے گئے کفار پر رویا کرتا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ابھارتا حتی کہ وہ احد کے جنگ کے لئے جمع ہوئے۔''

فائدہ: کعب بن اشرف کے بارے میں ابن سعد کی اس عبارت کو پڑھ کر چند صفات سامنے آتی ہیں جو کہ بالکل آج کعب یہودی کے فرزندوں یعنی اِن میڈیا والوں میں موجود ہیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا ہجو بیان کرنا، آج کل میڈیا والے بھی ایسا ہی کرتے ہیں، وہ برے القاب جو میڈیا والے مجاہدین کے لئے استعمال کرتے ہیں چند بطورِ مثال ذکر کئے گئے ہیں: دہشت گرد، شر پسند، انتہا پسند، امن کے دشمن وغیرہ۔

۲۔ ہجو شعر میں بیان کرنا، شعر نفس میں زیادہ اثر کرتا ہے، آج کل میڈیا کا مجاہدین کے ہجو بیان کرنے اور ان کے مخالفین کی صفات بیان کرنے کا طریقہ شعر سے بھی زیادہ موئثر ہے، اگر چہ شعر کا سلسلہ بھی ان کی طرف سے جاری ہے نیز وہ ڈرامے جو طالبان کے خلاف بنائے گئے ہیں جنہیں باقاعدہ ٹی وی پر چلایا جاتا ہے وہ شعر سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔

۳۔ وہ بدر میں مارے گئے کفار پر روتا تھا اگر چہ وہ یہودی تھا اور یہودیوں کو یہودیوں کے علاوہ کسی کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوتی، وہ جھوٹ کا رونا روتا تھا ، رونے سے اس کا مقصد کفار مکہ کے جذبات ابھارنا تھا، یہی حال آج کل ان میڈیا والوں کا بھی ہے، کسی کے مرنے کی اُنہیں پرواہ نہیں ہوتی، وہ برابر اپنے پروگراموں میں موسیقی چلاتے ہیں، کسی کے مرنے سے ان کا میڈیا گرم ہو جاتا ہے لیکن بعض اوقات مسلمانوں اور مجاہدین کے خلاف لوگوں کے جذبات ابھارنے کیلئے روتے بھی ہیں اور غمگین انداز میں اس واقعے کو بیان کرتے ہیں، واضح رہے کہ سیکورٹی فورسز کے مردار اہلکاروں کو شہید کے مبارک لقب سے نوازنا اسی پروپیگنڈے کا حصہ ہے جو طالبان کے خلاف جاری ہے۔

۴۔ کعب نے کفار کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا حتی کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ احد لڑنے کے لئے جمع ہوئے اسی طرح یہ صحافی بھی قوم کو اس جنگ پر مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو طالبان کی خلاف لڑی جارہی ہے اور پاکستانی قوم کو جو اس جنگ کو اپنی جنگ نہیں مانتی، یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ جنگ ان کی اپنی جنگ ہے، میڈیا نے سوات میں جعلی ویڈیو نشر کرکے اس بات کے لئے راستہ ہموار کیا کہ طالبان کے ساتھ معاہدہ توڑا جائے اور ان کے خلاف جنگ کی جائے۔

کعب بن اشرف کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا، اُس سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ میڈیا اور زبان سے جنگ کرنا باقاعدہ جنگ کا حصہ ہے، اس جنگ میں حصہ لینے والے مقاتلین شمار ہوتے ہیں، میڈیا ایک خطرناک ترین ہتھیار ہے، اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدے کو جو مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہوا تھا اور اس میں دونوں طرف سے تلوار چلانے پر پابندی لگائی گئی تھی توڑا اور اس میں تلوار چلائی کیوں کہ کعب نے اس سے پہلے زبان چلائی تھی؛ پس پیغمبر ﷺ کا معاہدے میں تلوار چلانے کے جواز کے لئے زبان استعمال کرنے کو سبب ٹھہرانا اس بات کی دلیل ہے کہ زبان کی جنگ تلوار کی جنگ سے خطرناک ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن خطل کو اس کی دو لونڈیوں سمیت فتح مکہ کے موقع پر جب عام معافی کا اعلان ہوا معاف نہ کیا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی برائی بیان کیا کرتے تھے، چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے:

"كان يهجو رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت له قينتان تغنيان بهجاء المسلمين."(عمدۃ القاری ۲۲/ ۱۲۲)

ترجمہ: "اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور اس کی دو لونڈیاں تھیں جو مسلمانوں کی ہجو کرتی تھیں۔"

۲۔ کعب بن اشرف بوڑھا تھا اور بوڑھے جنگ میں نہیں مارے جاتے لیکن اس کی زبان کی زہر نے اس کے قتل کا جواز پیدا کیا۔

۳۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ "محرّض على القتال" یعنی جنگ پر ابھارنے والے بھی جنگ کرنے والوں کے حکم میں داخل ہیں یعنی جیسا کہ وہ قتل کئے جاتے ہیں یہ بھی قتل کئے جائیں گے، چنانچہ الاختیار لتعلیل المختار میں عبد اللہ بن محمود حنفی موصلی لکھتے ہیں:

" ولا يقتلوا مجنونا ولا امرأة، ولا صبيا، ولا أعمى، ولا مقعدا، ولامقطوع اليمين، ولا شيخا فانيا، الا أن يكون احد هؤلاء ملكا، او ممن يقدر على القتال، او يحرض عليه، او له رأى فى الحرب ---" (۱۲۸/۴)

ترجمہ: "اور قتل نہیں کریں گے دیوانہ، نہ عورت، نہ اندھا، نہ اپاہج، نہ وہ شخص جس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا ہو اور نہ ہی بوڑھا، لیکن اگر ان میں سے کوئی بادشاہ ہو یا جنگ پر قادر ہو یا جنگ پر لوگوں کو ابھارتا ہو یا جنگ میں اس کی رائے معتبر ہو (جیسے جنگی ماہر قوماندان) تو اس کو ضرور قتل کیا جائے گا۔۔۔"

امام کاسانی حنفی اپنی کتاب بدائع الصنائع میں جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک حدیث نقل کرتے ہیں:

"لاتقتلوا وليدا ولا امرأة"

یعنی بچے اور عورت کو نہ مارو۔

اس حدیث کی شرح میں وہ فرماتے ہیں:

”کہ اگر ان میں سے کوئی لڑے تو وہ قتل کیا جائیگا۔“

پھر جنگ کی تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”جنگ دو طرح کی ہے: ایک حقیقی جنگ ہے وہ میدان میں لڑنا ہے، دوسرا معنوی جنگ ہے اور وہ ہے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا، اُن کے خلاف لوگوں کو جنگ پر ابھارنا، اُن کے پوشیدہ رازوں کو دشمن تک پہنچانا، یہ معنوی جنگ میں داخل ہے اور دونوں طرح کی جنگ میں کوئی عورت، بچہ یا بچی شریک ہو تو اُسے قتل کرنا جائز ہے۔“

چنانچہ فرماتے ہیں:

"وكذا لو حرض على القتال أو دل علىٰ عورات المسلمين أو كانوا ينتفعون برأيه أو كان مطاعا وإن كانت امرأة أو صغيرا لوجود القتال من حيث المعنى."(بدائع الصنائع ۷/۱۰۷)

ترجمہ: ”اور اسی طرح قتل کیا جائے گا اگر وہ ان کو جنگ پر ابھارے یا مسلمانوں کے پوشیدہ راز بتائے یا دشمن اس کی رائے سے فائدہ حاصل کرے (یعنی جنگ میں اُس کے مشوروں کا عمل دخل ہو) یا اس کی اطاعت کی جاتی ہو، اگر چہ عورت ہو یا بچہ ہو، وہ قتل کیا جائے گا۔“

یہاں پر امام کاسانی رحمہ اللہ نے ان لوگوں کو جو جنگ میں رائے دیتے ہیں، یا جاسوسی کرتے ہیں یا اُن کی اطاعت کی جاتی ہے یا جنگ میں لوگوں کو ابھارتے ہیں ان کو باقاعدہ مقاتلین میں شمار کرتے ہوئے کہا کہ ان میں معنوی قتال موجود ہے۔

تنبیہ۔ جہاد کی وجہ سے مجاہدین کو دہشت گرد، شر پسند، انتہا پسند، امن کے دشمن یا احکام شرعیہ کے نفاذ کی وجہ سے ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنا ان کو برا بھلا کہنا تو ایمان کے خاتمے کی صورت ہے اور اس پر تمام علماء کرام کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عالم سے ذاتی دشمنی رکھے تو وہ اُس کا اپنا معاملہ ہے لیکن اگر اس لیے نفرت کا اظہار کرے کہ وہ مولوی ہے، دین کا عالم ہے تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ علمِ دین تو شریعت ہے اور شریعت کی مخالفت عملی ہو یا زبانی، اس سے ایمان کیونکر سلامت رہ سکتا ہے؟! چنانچہ جو لوگ مجاہدین کو گالیاں دیتے ہیں اُنہیں اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ آمین

☆ساعی بالفساد:۔

یعنی معاشرے میں فساد پھیلانے والے جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ اِن کے وہ اعمال جیسے بے پردہ عورتوں کو پوری دنیا کے سامنے شو کرنا، قسما قسم بے ہودہ فحش پروگراموں کو چلانا، ریڈیو پر ہیجان انگیز گانوں کا نشر کرنا اور اس کو کلچر اور تہذیب کا نام دینا، امریکی اور مغربی تہذیب کو عالمگیر بنانے کی کوشش کرنا، طالبان کے خلاف عورتوں کے لئے پردہ لازم قرار دینے پر فتویٰ بازی کرنا وغیرہ یہ سب ایسے اعمال ہیں جو فساد کے زمرے میں آتے ہیں، اِسے فقہاء ''سعی بالفساد'' بگاڑ کی کوشش سے تعبیر کرتے ہیں، ایسے کام اگر کسی سے ذاتی طور پر صادر ہوں تو اس کے لئے شرعی سزائیں ہیں جو کہ بعض مقرر اور بعض امر اءامت کے حوالے ہیں، لیکن اگر کوئی اس طرح کے کاموں کو فروغ دیتا ہو اور فحاشی وعریانی پھیلانے کی کوشش کرتا ہو تو وہ شخص ساعی بالفساد ہے اور اُسے قتل کرنے کی اجازت ہے، خصوصاجب ایسے لوگ منظم گروہ کی شکل میں معاشرے کو بگاڑنے کے جرم کا ارتکاب کریں اور بجائے غلطی تسلیم کرنے کے باقاعدہ دفاع بھی کریں، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کہ اِن مفسدین کی حکومتی اور عالمی طور پر سرپرستی اور حفاظت کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے۔۔۔۔۔۔:

"والاعونة والسعاة يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم."(ج ١٥ص٢١٤)

ترجمہ:''ظالموں کے معاونین اور فساد کی کوشش کرنے والے، سب کا قتل جائز ہے اور ان کے قاتل کو ثواب ملتا ہے۔''

ہندیہ میں ہے:

"وجميع الظلمة والاعوان والسعاة يباح قتل الكل ويثاب قاتلهم." (ج٢ص١٦٧)

ترجمہ:''تمام ظالموں، اُن کے مددگاروں اور مفسدین کا قتل جائز ہے اور اُن کا قاتل نیکی کا مستحق ہے۔''

اور درمختار میں ہے:

" وافتى الناصحى بوجوب قتل كل مؤذ، وفى شرح الوهبانية : ويكون بالنفى عن البلد، وبالهجوم علىٰ بيت المفسدين، وبالاخراج من الدار ، وبهدمها، وكسر دنان الخمر ---"(الدرالمختار٤/٢٣٢)

"اور ناصحی نے ہر ضرر پہنچانے والے کے قتل کے وجوب کا فتویٰ دیا ہے اور شرح وہبانیہ میں ہے: علاقے سے نکالنے، جلاوطن کرنے اور مفسدین کے گھر پر دھاوا بولنے سے (یعنی جس مکان میں وہ یہ فساد کرتے ہو) اور اس مکان سے نکالنے سے، اور اس عمارت کو ڈھانے اور شراب کے مٹکوں کو توڑنے سے بھی تعزیر کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔"

اس کے علاوہ سعاۃ یعنی مفسدین کے بارے میں فتاویٰ کتبِ فقہ میں بکثرت موجود ہیں۔

اکثر صحافیوں میں یہ تینوں صفات موجود ہیں، وہ بجائے توبہ کرنے کے اِن اعمال پر اصرار بھی کرتے ہیں؛ لہٰذا جن صحافیوں یہ کردار ہو اُن کا قتل شرعاً جائز ہے مگر ان کو پہلے تنبیہ کرنی چاہیے، پس جو اسلام دشمنی اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے، اور فساد پھیلانے سے باز آجائیں تو ان کو معاف کیا جائے اور جو بدستور اپنے کام پر ڈٹے رہے تو ایسے لوگوں کے بارے میں اپنی جہادی پالیسی کے مطابق قدم اٹھایا جائے اور پھر کسی ملامت کی پرواہ نہ کی جائے۔ ہاں! ان میں جیو ٹی وی، آج ٹی وی، سماء ٹی وی، اے آر وائی اور ایکسپریس نیوز، ڈیوہ ریڈیو، مشال ریڈیو، آزادی ریڈیو، ریڈیو آپ کی دنیا اور بی بی سی وغیرہ کے رپورٹروں کو بالعموم اور ان کے علاوہ باقی صحافیوں اور میڈیا والوں میں جو زیادہ مضر ہیں ترتیب وار درجہ بندی کے ساتھ کارروائی کی جائے۔ واللہ ھو الموفق والمعین

کتبہ

خالد حقانی (مرکزی نائب امیر تحریکِ طالبان پاکستان)

تصدیق شدہ از شوریٰ علماء مجاہدین

تاریخ: ۸ دسمبر ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۳ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

<u>نوٹ:۔ ان حضرات کے علاوہ ملک بھر سے بہت سے جیّد مفتیانِ کرام نے اس فتوے کی تائید اور توثیق فرمائی ہے، سیکورٹی وجوہات کی بناء پر ہم ان کے نام شائع نہیں کر رہے ہیں۔</u>

مسلمان صحافی بھائیوں کو نصیحت:۔

اے صحافی بھائی! آپ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں اور اسلام کو اپنا دین ظاہر کرتے ہیں، ایک مسلمان کے پاس سب سے قیمتی اثاثہ اس کا ایمان اور اس کا دین ہے، جان جائے تو کوئی پرواہ نہیں، مال جائے تو اللہ کہیں اور سے بندوبست کر دے گا، لیکن اگر دین جائے تو ہمیشہ کے لئے ذلت وخواری ہے، کتنے خطرے اور نقصان کی بات ہو گی اگر تھوڑی سی دنیا اور چند روزہ شہرت کی خاطر ایک مسلمان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اسے پتہ بھی نہ چلے اس سے بڑے خسارے کی بات اور کیا ہو سکتی ہے!!؟

غور کیجیے... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسى كا فرا ويمسى مؤمنا ويصبح كافرا يبيع دينه بعرض من الدنيا."
(الصحيح لمسلم باب الحث على المبادرة بالاعمال قبل تظاهر الفتن)

ترجمہ: "نیک اعمال کی طرف اُن فتنوں سے پہلے جلدی کرو جو فتنے تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے جن میں انسان صبح کو مسلمان ہو گا اور شام کو کافر، شام کو مسلمان ہو گا اور صبح کو کافر، دین دنیا کے سامان کے بدلے بیچ ڈالے گا۔"

دیکھیں میرے بھائیو! کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی زبان اور قلم کی وجہ سے اپنے قیمتی اثاثے ایمان سے محروم ہو جائیں، ہمارے لئے بنی اسرائیل کے اس عالم بلعام بن باعور کے واقعے میں بڑی عبرت ہے جو ایک عالم دین تھا اور مستجاب الدعوات تھا لیکن جب اس نے کفر کی حمایت میں مسلمانوں کے مقابلے میں فقط دعا کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ملعون کر دیا اور اُسے کتے کے ساتھ تشبیہ دی، علماء کرام نے بلعام کے کتے کے ساتھ تشبیہ کے بہت سارے اسباب بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کتے کی ایک صفت ہے کہ اس کو جس گھر سے روٹی ملتی ہے وہ سارا دن اس گھر کے سامنے بیٹھا رہتا ہے اور جو کوئی بھی راستے سے گزرتا ہے اُس پر بھونکتا ہے، نہ اس کا خیال ہوتا ہے کہ راہ چلنے والا مسافر کون ہے اچھا انسان ہے یا غلط؟ اور نہ ہی کتے کو اِس بات سے کوئی سروکار ہوتا ہے کہ میں جس مالک کے دفاع میں بھونک رہا ہوں وہ اچھا انسان ہے یا غلط؟

توجہ فرمایئے...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کے قتل کا حکم دیا ہے اور سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ اُس نے ابراہیم علیہ السلام پر بھڑکائی جانے والی آگ میں پھونک ماری تھی، مسند احمد میں حضرت نافع سے روایت ہے کہ مجھے فاکہ بن مغیرہ کی باندی نے یہ واقعہ سنایا ہے کہ:

"دخلت علىٰ عائشة رضى الله عنها فرأيت فى بيتها رمحا، فقلت يا ام المؤمنين ماتصنعين بهذا الرمح؟ فقالت: نقتل به هذه الاوزاغ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان ابراهيم حين القى فى النار، لم يكن فى الارض دابة الا تطفئ النار، غير الوزغ فانه كان ينفخ علىٰ ابراهيم، فامرنا رسول الله صلى الله عليه بقتله."(مسند احمد حدیث۲۴۵۷۸)

"فاکہ بن مغیرہؒ کی باندی کہتی ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو اُس نے اُن کے گھر میں نیزہ دیکھا تو پوچھا کہ اے ام المؤمنین! اس نیزے سے آپ کیا کرتی ہیں؟ تو ام المؤمنین نے فرمایا: اس سے ہم یہ چھپکلیاں مارتے ہیں، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تو زمین میں ہر جانور نے اس آگ کو بجھانے کی کوشش کی سوائے چھپکلی کے؛ کہ وہ ابراہیم علیہ السلام پر لگی آگ کو پھونکتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا ہمیں حکم دیا۔"

منہ کی ایک پھونک کبھی کبھار بندے کی صف تبدیل کر دیتی ہے اور اُسے اسلام سے نکال کر کفر کے کھڈے میں ڈال دیتی ہے، اگرچہ ابراہیم علیہ السلام کے راستے پر چلنے والوں پر لگی آگ کو یہ پھونک ہر گز نہیں بھڑکا سکتی بلکہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ سے صحیح سالم نکلیں گے۔ ان شاء اللہ۔

آج بھی جو ہو ابراہیم کا ایمان پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستان پیدا!

اللہ تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ناشر

مرکزی ادارہ برائے نشر واشاعت

عمر میڈیا

تحریک طالبان پاکستان

اے صحافی! تم ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ہو اور اسلام کو اپنا دین ظاہر کرتے ہو۔ ایک مسلمان کے پاس سب سے قیمتی اثاثہ اس کا ایمان اور اس کا دین ہے جان جائے تو کوئی پرواہ نہیں، مال جائے تو خدا کسی دوسری جگہ سے بندوبست کرے گا لیکن اگر دین جائے تو ہمیشہ کے لئے ذلت وخواری ہے کتنے خسارے کی بات ہوگی اگر تھوڑی دنیا کی خاطر ایک مسلمان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور اسے پتہ بھی نہ چلے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل فیہ مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع الدین بعرض من الدنیا''۔ ترجمہ: ''نیک اعمال پر ان فتنوں سے پہلے تیزی کرو جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ہونگے جس میں آدمی صبح کو مسلمان ہوگا اور شام کو کافر، اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر۔ دین دنیا کے سامان کے عوض بیچے گا''۔